وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

جزء

حیاۃ الانبیاء علیہم السلام

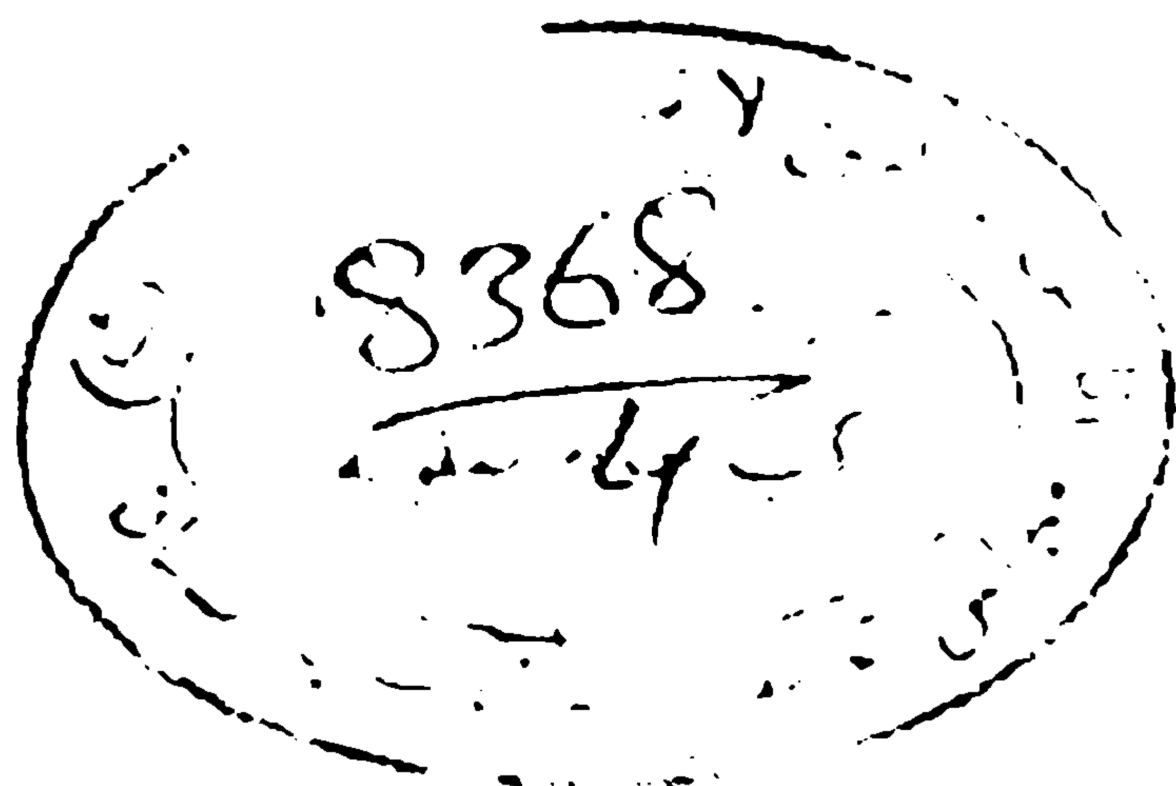
من

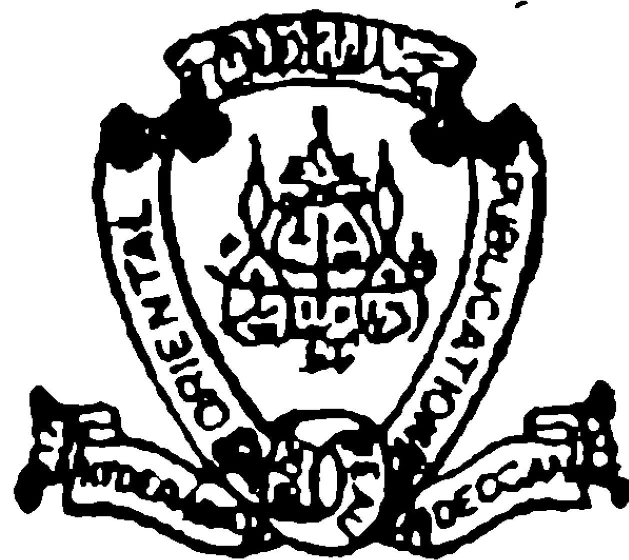
شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام



تالیف:
الشیخ الامام الفقیہ المحدث
علی بن عبد الکافی تقی الدین السبکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ:
حضرت مولانا نیاز احمد اوکاڑوی





شفاء السقام

فى

زيارة خير الانام

تاليف

الشيخ الامام الفقيه المحدث على بن عبد الكافى

تقى الدين السبكى الشافعى

المتوفى سنة ٧٤٦هـ

(٥)

الطبعة الثانية

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدرآباد الدكن الهند

سنة ١٣٧١هـ / ١٩٥٢م

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: مصر، ۷۲۷ھ ...... وفات: دمشق، ۷۷۱ھ

آپ کا نام ونسب تاج الدین ابونصر عبدالوہاب ابن امام تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی المصری الدمشقی ہے۔ آپ محدث، فقیہ، اصولی تھے۔ تاریخ، ادب، نحو، لغت میں نام رکھتے تھے۔ اپنے والد گرامی تقی الدین السبکی، علامہ ذہبی، ابو حبان اندلسی ایسے مشائخ کے شاگرد تھے۔ اپنے زمانہ میں شام کے قاضی القضاۃ بھی رہے۔ آپ کا ''حیات الانبیاء علیہم السلام'' کے نام پر ایک رسالہ ہے جسے ''معارف الاتقیاء فی حیات الانبیاء'' کے نام پر مولانا عبدالرحمن چشتی قادری شیخ الحدیث جامعہ محمودیہ کراچی نے شامل اشاعت کیا۔ اسی متن کو بنیاد بنا کر تصحیح کی گئی۔ آپ نے اس کا ترجمہ بھی شائع کیا۔ لیکن ہم نے مولانا نیاز احمد اوکاڑوی کا ترجمہ لیا ہے۔ اس مجموعہ میں ہم اس رسالہ کو شامل کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیاۃ الأنبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

للشیخ الامام الفقیہ المحدث علی بن عبد الکافی تقی الدین السبکی الشافعی رحمہ اللہ المتوفی سنۃ ۷۴۶ھ/ ۱۳۵۵ء

قال الشیخ الاجل الحافظ تقی الدین السبکی (نفعنا بعلومہ) فی الباب التاسع من کتابہ "شفاء السقام" بعد ما قدم عدۃ احادیث فی ھذا الموضوع الدالۃ علی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام۔ قد تضمنت الاحادیث المتقدمۃ ان روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترد علیہ وانہ یسمع ویرد السلام۔

☆...... *جلیل القدر شیخ حافظ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ "اللہ کریم ہمیں ان کے علوم سے نفع پہنچائے۔" نے اپنی کتاب "شفاء السقام" میں اس عنوان کے متعلق انبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرنے والی متعدد احادیث پیش کرنے کے بعد اس کے نویں باب میں فرمایا کہ سابقہ احادیث اس بات کو شامل ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح آپ پر لوٹا (متوجہ کر) دی جاتی ہے اور آپ (درود وسلام) سنتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔*

فاحتجنا الی النظر فیما قد قیل فی ذلک بالنسبۃ الی الانبیاء والشھداء و سائر الموتی۔ صنف الحافظ ابو بکر البیھقی رحمہ اللہ فی ذلک جزأ و روی فیہ احادیث منھا الانبیاء صلوات اللہ علیھم احیاء فی قبورھم یصلون۔ *تو انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء اور عام مردوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس سلسلے میں جو کچھ کہا گیا ہے، اس بارے میں غور وفکر کرنے کی طرف ہم محتاج ہوئے تو اس سلسلے میں حافظ ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ نے ایک جزء تصنیف فرمائی ہے۔ اس میں کئی احادیث روایت کی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔*

ورواہ ابن عدی فی الکامل انا غیر واحد اذنا عن ابن المقیر عن ابن الشرزوری انا اسماعیل بن مسعدہ انا حمزۃ بن یوسف انا احمد بن عدی الحافظ قال ثنا قسطنطین بن عبد اللہ الرومی مولی المعتمد علی اللہ امیر المؤمنین ثنا الحسین بن عرفۃ حدثنی الحسن بن قتیبۃ المدائنی ثنا المستلم بن سعید الثقفی عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البنانی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء صلوات اللہ علیھم احیاء فی قبورھم یصلون۔

☆...... *سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔*

قال ابن عدی وللحسن بن قتیبۃ ھذا احادیث غرائب حسان فارجو انہ لا بأس بہ۔

و ذکرہ ابن ابی حاتم و لم یذکر فیہ جرحا ولا تعدیلا و ذکرہ الخطیب فی التاریخ و قال عن

البرقانی عن الدارقطنی انہ متروک الحدیث و روی البیہقی ھذا الحدیث فی صدر الجزء الذی صنفہ عن ابی سعید احمد بن محمد بن الخلیل الصوفی عن ابن عدی بسندہ المذکور ثم قال البیہقی ھذا حدیث یعد فی افراد الحسن بن قتیبۃ۔

☆...... ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس روایت کے راوی) حسن بن قتیبہ کی احادیث ایسی ہیں جو غریب ہیں اور حسن ہیں تو مجھے امید ہے کہ حسن میں کوئی خرابی نہیں...... اور حسن کو امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی جرح ذکر کی ہے اور نہ کوئی تعدیل...... اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ راوی متروک الحدیث ہے...... اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف کی ہوئی جزء کے شروع میں اس حدیث کو ابوسعید احمد بن محمد بن خلیل صوفی رحمہ اللہ کے واسطے سے ابن عدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ سند وہی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن بن قتیبہ مدائنی کے مفردات میں شمار کی جاتی ہے۔

وقد روی عن یحی بن ابی بکیر عن المستلم بن سعید و ھو فیما انا الثقۃ من اھل العلم انا ابو عمرو بن حمدان انا ابو یعلی الموصلی ثنا ابو الجھم الازرق بن علی ثنا یحی بن ابی بکیر ثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت البنانی عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ قلت و یحی بن ابی بکیر ثقۃ و ان کان غیرہ فلم اعرفہ۔

☆...... سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ میں (سبکی) کہتا ہوں کہ (اس حدیث کا راوی) یحییٰ بن ابی بکیر رحمہ اللہ ثقہ ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی ہے تو میں اس کو نہیں پہچانتا۔

قال البیہقی و روی کما اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو حامد احمد بن علی الحسنوی املاء ثنا ابو عبداللہ محمد بن العباس الحمصی بحمص ثنا ابو الربیع الزاھرانی ثنا اسماعیل ابن طلحۃ بن یزید عن محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ و لکنھم یصلون بین یدی اللہ تعالٰی حتی ینفخ فی الصور۔ قال البیہقی و ھذا ان صح بھذا اللفظ فالمراد بہ واللہ اعلم لا یترکون لا یصلون الا ھذا المقدار ثم یکونون مصلین فیما بین یدی اللہ تعالٰی۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی قبروں میں نہیں چھوڑا جاتا، مگر یہ کہ وہ (اس کے بعد) صور پھونکے جانے تک اللہ رب العزت کے سامنے نماز پڑھتے رہتے ہیں۔'' امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اگر ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے۔ جب کہ پورا علم اللہ تعالٰی ہی کو ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نماز نہ پڑھنے کی حالت میں صرف اتنی مقدار چھوڑے جاتے ہیں پھر وہ اللہ تعالٰی کے سامنے نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں۔

قال البیہقی و لحیاۃ الانبیاء بعد موتھم شواھد من الاحادیث الصحیحۃ۔ ثم ذکر البیہقی باسانیدہ حدیث، مررت بموسی و ھو قائم یصلی فی قبرہ۔

☆...... امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے ثبوت کے لئے صحیح احادیث سے شواہد ہیں پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سندوں کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے کہ (آپ ﷺ نے فرمایا): ''میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔''

وحديث قد رأيتني في جماعة من الانبياء فاذا موسى قائم يصلي و اذا رجل ضرب جعد كأنه من رجال شنوءة و اذا عيسى ابن مريم قائم يصلي اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفي، و اذا ابراهيم قائم يصلي اشبه الناس به صاحبكم، يعني نفسه، فحانت الصلاة فأممتهم فلما فرغت من الصلاة قال قائل لي يا محمد هذا مالك صاحب النار فسلم عليه فالتفت اليه فبدأني بالسلام، اخرجه مسلم۔

☆...... (اسی طرح یہ) حدیث بھی ذکر کی ہے کہ اور میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا (اور اچانک یہ بھی دیکھا) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ ضرب (کم گوشت) گھنگھریالے بالوں والے آدمی ہیں۔ گویا قبیلہ شنودہ سے ہوں اور اچانک (یہ بھی دیکھا) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ سے مشابہ ہیں اور اچانک (یہ بھی دیکھا) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں جو کہ تمہارے صاحب (یعنی خود حضور ﷺ) سے مشابہ ہیں۔ آخر نماز کھڑی ہوئی اور میں نے ان کی امامت کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا: اے محمد ﷺ! یہ صاحب نار (دوزخ کا فرشتہ) ہے، اسے سلام کہیے، میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے سلام کرنے میں پہل کی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

وفي حديث سعيد بن المسيب وغيره انه لقيهم في بيت المقدس وفي حديث ابي ذر في صفة المعراج انه لقيهم في السموات و كلموه و كلمهم و كل ذلك صحيح لا يخالف بعضه بعضا فقد راى موسى علیہ السلام قائما يصلي في قبره، ثم يسرى بموسى وغيره الى بيت المقدس كما اسرى بنبينا ﷺ ثم يعرج بهم الى السموات كما عرج بنبينا علیہ السلام فيراهم فيها كما اخبر وحلولهم في اوقات بمواضع مختلفات فانه في العقل كما ورد به خبر الصادق وفي كل ذلك دلالة على حياتهم۔

☆...... اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ آپ کی بیت المقدس میں ان سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ان سے گفتگو فرمائی اور وہ آپ کے ساتھ ہم کلام ہوئے اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں۔ ان میں سے بعض بعض کے مخالف نہیں ہیں۔ یقیناً آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر جیسے کہ ہمارے نبی ﷺ کو سیر کرائی گئی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بیت المقدس کی طرف سیر کرائی گئی۔ پھر ان کو آسمانوں کی طرف لے جایا گیا، جیسے ہمارے نبی ﷺ کو لے جایا گیا۔ پھر آپ نے ان کو آسمانوں میں دیکھا، جیسے آپ نے خبر دی ہے اور ان انبیاء علیہم السلام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر آنا یہ بھی عقل اور ذہن میں آتا ہے۔ جیسے کہ اس کے بارے میں (نبی) صادق (محمد) ﷺ کی حدیث وارد ہوئی ہے۔

و مما يدل على ذلك و ساق اسناده الى اوس بن اوس قال قال رسول الله ﷺ افضل ايامكم يوم

الجمعة و فيه خلق ادم و فيه قبض و فيه النفخة و فيه الصعقة فاكثروا على من الصلاة فيه فان صلاتكم معروضة قالوا و كيف تعرض صلاتنا عليك و قد ارمت، يقولون بليت فقال ان الله تعالى حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء، أخرجه ابو داؤد۔

☆...... اور اس مسئلہ پر دلالت کرنے والی احادیث میں سے یہ بھی ہے جسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ: سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "بے شک تمہارے افضل ترین دنوں میں سے ایک جمعہ ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں نفخہ اولیٰ ہوگا اور اسی میں نفخہ ثانیہ ہوگا۔ سو تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کس طرح آپ پر ہمارا درود پیش کیا جائے گا جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد حرام کر دیئے ہیں۔ (یعنی زمین ان کو نہیں کھاتی)" اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

قال البيهقي و له شواهد، منها ما انا ابو عبدالله انا ابن اسحاق الفقيه انا الابار ثنا احمد بن عبدالرحمن ثنا الوليد ثنا ابو رافع عن سعيد المقبرى عن ابى مسعود الانصارى عن النبى ﷺ انه قال اكثروا الصلاة على فى يوم الجمعة فانه ليس يصلى على احد يوم الجمعة الا عرضت على صلاته۔

☆...... امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث کے لئے بھی شواہد ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ اس دن جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔"

و انا على بن احمد انا احمد بن عبيد ثنا الحسين بن سعيد ثنا ابراهيم ثنا حماد عن برد عن مكحول عن ابى امامة قال قال رسول الله ﷺ اكثروا على من الصلاة فى كل يوم جمعة فان صلاة امتى تعرض على فى كل يوم جمعة فمن كان اكثرهم على صلاة كان اقربهم منى منزلة۔

☆...... سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لئے کہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے روز مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، اب جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے گا وہ درجہ میں سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔"

و انا الاسفرائنى حدثنى و السدى انا اسامة بمصر ثنا محمد ابن اسماعيل الصائغ حدثنا حكامة بنت عثمان بن دينار عن مالك بن دينار عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان اقربكم منى يوم القيامة فى كل موطن اكثركم على صلاة فى الدنيا فمن صلى على يوم الجمعة و ليلة الجمعة قضى الله له مائة حاجة سبعين من حوائج الآخرة و ثلاثين من حوائج الدنيا ثم يوكل الله بذلك ملكا يدخله فى قبرى كما تدخل عليكم الهدايا يخبر من صلى على باسمه و نسبه الى عشيرته فاثبته عندى فى صحيفة بيضاء۔

☆ ...... نبی ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ قیامت کے روز ہر جگہ میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا کہ جو دنیا کے اندر تم میں سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتا ہوگا، جس نے جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات مجھ پر درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس حاجتیں اس دنیا کی، نیز ایک فرشتہ اس کا مؤکل بنا دیا جاتا ہے وہ یہ (درود) لے کر اس طرح میری قبر میں آئے گا کہ جیسے تمہارے پاس تحائف بھیجے جاتے ہیں، جس نے مجھ پر درود پڑھا وہ مجھے اس کے نام، نسب اور خاندان تک کی اطلاع دیتا ہے۔''

ثم ذکر البھیقی حدیث، فان صلاتکم تبلغنی حیث ما کنتم و حدیث، مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد، قال البیھقی و انما اراد و اللہ اعلم الا و قد رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ۔ قلت، و قد تقدم احتمال آخر۔

☆ ...... پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ: ''تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا۔'' اور یہ حدیث بھی کہ: ''کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے (یعنی متوجہ کر دیتا ہے) یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔'' بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اور اس سے آپ کی مراد ہے۔ ''قد رد اللہ الی روحی حتی ارد علیہ'' کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف میری روح لوٹا دی ہے۔ اب میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ ''واللہ اعلم'' (یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر دفن کے بعد آپ کی روح لوٹا دی ہے تاکہ آپ سلام کہنے والوں کے سلام کا جواب دیں اور پھر وہ روح آپ کے جسد اطہر میں مستقر ہے نہ یہ کہ لوٹائی جاتی ہے پھر نکالی جاتی ہے اور پھر نکالی جاتی ہے۔ ن) جب کہ میں (سبکی) کہتا ہوں کہ اس حدیث کے مطلب کا ایک دوسرا احتمال پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ثم ذکر البیھقی حدیث، ان اللہ ملائکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام، و قول ابن عباس لیس احد من امۃ محمد ﷺ صلی علیہ صلاۃ الا و ھی تبلغہ یقول لہ الملک فلان یصلی علیک کذا و کذا صلاۃ، و حدیث، من صلی علی عند قبری سمعتہ، من طریق ابی عبدالرحمن و قال ھو محمد بن مروان السدی فیما اری و فیہ نظر و قد مضی مایؤ کدہ، ھذا قول البیھقی۔

☆ ...... پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک تو یہ حدیث ذکر کی ہے کہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔'' نیز سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: ''امت محمدیہ ﷺ کا جو فرد بھی آپ ﷺ پر درود پڑھتا ہے وہ آپ ﷺ کو پہنچا دیا جاتا ہے، ایک فرشتہ (آکر) آپ سے عرض کرتا ہے کہ فلاں آدمی آپ پر اس اس طرح درود پڑھتا ہے۔'' نیز ابو عبدالرحمن کے طریق سے یہ حدیث بھی ذکر کی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو عبدالرحمن سے مراد میرے خیال میں محمد بن مروان سدی ہے اور اس میں نظر ہے اور وہ روایت گزر چکی ہے جو اس کی تاکید کرتی ہے یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا قول ہے۔

و ذکر ما قدمناہ عن سلیمان بن سحیم ثم قال و مما یدل علی حیاتھم ما انا ابو عبداللہ الحافظ وساق اسنادہ و ذکر حدیث، فاذا موسی باطش بجانب العرش فلا ادری آکان فیمن صعق؟ فافاق قبلی أو کان ممن استثنی اللہ عز و جل، رواہ البخاری و مسلم، قال البیھقی و ھذا انما یصح علی ان اللہ عز و جل رد علی الانبیاء صلوات اللہ علیھم ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء فاذا نفخ فی الصور النفخۃ الاولی صعقوا فیمن صعق ثم لا یکون ذلک موتا فی جمیع معانیہ الا فی ذھاب الاستشعار فان کان موسی علیہ السلام ممن استثنی اللہ بقولہ (الا من شاء اللہ) فانہ لا یذھب استشعارہ فی تلک الحالۃ فیحاسبہ بصعقۃ یوم الطور و یقال ان الشھداء من جملۃ من استثنی اللہ عز و جل بقولہ تعالٰی (الا من شاء اللہ)

☆...... اور وہ بات ذکر کی ہے جس کو ہم نے سلیمان بن سحیم سے بیان کر دیا ہے اور پھر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرنے والی احادیث میں سے ایک یہ بھی ہے......"موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک کنارہ پکڑے ہوں گے، میں نہیں جانتا کہ وہ بیہوش ہونے والوں میں سے ہوں گے اور مجھ سے پہلے انہیں ہوش آ جائے گا یا پھر ان میں سے ہوں گے جن کو اللہ رب العزت اس سے مستثنیٰ فرمائیں گے۔" اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے سے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مضمون اس بناء پر درست ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر ان روح کو لوٹا دیا ہے تو وہ شہداء کی طرح اپنے رب کے پاس زندہ ہیں تو جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہونے والوں میں انبیاء بھی شامل ہوں گے مگر مکمل طریقہ سے موت نہیں ہوگی بلکہ شعور ختم ہو جائے گا تو اگر موسیٰ علیہ السلام ان میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے قول "الا من شاء اللہ" کے ساتھ مستثنیٰ کیا ہے تو اس صورت میں ان کا شعور ختم نہ ہوگا۔

و روینا فی ذلک خبرا مرفوعا، ھذا جملۃ ما ذکرہ الحافظ ابو بکر البیھقی فی کتاب حیاۃ الانبیاء فی قبورھم لم نحذف منہ الا بعض الاسانید او بعض الزیادۃ فی الاسماء و قد قدمنا فی حدیث من سنن ابن ماجہ فیہ فنبی اللہ حی یرزق۔ وقال البیھقی فی دلائل النبوۃ و فی الحدیث الصحیح عن سلیمان التیمی و ثابت البنانی عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال اتیت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر و ھو قائم یصلی فی قبرہ۔

☆...... اور ہم نے اس بارے میں ایک مرفوع روایت بھی بیان کی ہے یہ اس کا خلاصہ ہے جس کو حافظ ابوبکر بیہقی نے "حیات الانبیاء فی قبورہم" کتاب میں ذکر کیا ہے جس میں سے ہم نے بعض سندوں یا ناموں میں کچھ زیادتی کے علاوہ کچھ بھی حذف نہیں کیا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل النبوۃ میں فرمایا ہے۔ سلیمان تیمی رحمہ اللہ اور ثابت بنانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس رات مجھے سیر کرائی گئی اس میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس میں آیا سرخ ٹیلہ کے پاس تو وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔"

و روینا فی الحدیث الصحیح عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال و قد رأیتنی فی جماعۃ

من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی، و ذکر ابراھیم و عیسیٰ و صفھم ثم قال، فحانت الصلوٰۃ فاممتھم، و روینا فی حدیث ابن المسیب انہ لقیھم فی بیت المقدس، و روینا فی حدیث انس انہ بعث لہ آدم فمن دونہ من الانبیاء فامھم رسول اللہ ﷺ تلک اللیلۃ، و روینا فی الحدیث الصحیح عن انس عن مالک بن صعصعۃ وعن انس عن ابی ذر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ رأی موسیٰ بن عمران فی السماء السادسۃ، و لیس بین ھذا الاخبار منافاۃ فقد یراہ فی مسیرہ قائما یصلی فی قبرہ ثم یسار بہ الی بیت المقدس کما اسری بالنبی ﷺ فرآہ فیہ ثم یعرج بہ الی السماء السادسۃ کما عرج بالنبی ﷺ فرآہ فی السماء و کذالک سائر من رآہ من الانبیاء فی الارض ثم فی السماء و الانبیاء صلوات اللہ علیھم احیاء عند ربھم کالشھداء فلا ینکر حلولھم فی اوقات بمواضع مختلفات کما ورد خبر الصادق بہ، ھذا کلام البیھقی۔

☆...... اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا حال ذکر فرمایا پھر فرمایا پھر نماز کا وقت آ گیا تو میں نے ان کی امامت کرائی اور ہم نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ بیت المقدس میں آپ کی ان سے ملاقات ہوئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کر چکے ہیں کہ آپ کے لئے آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا گیا تو اس رات میں رسول اللہ ﷺ نے ان کی امامت کرائی اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح حدیث میں ہمیں روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو چھٹے آسمان میں دیکھا اور ان احادیث کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔ اس لئے کہ آپ نے ان کو اپنی سیر کے درمیان ان کی قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا پھر ان کو بیت المقدس کی طرف سیرا کرائی گئی، جیسے نبی ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ نے ان کو اس میں دیکھا پھر ان کو چھٹے آسمان کی طرف سیر کرائی گئی جیسے نبی ﷺ کو کرائی گئی تو آپ نے ان کو اس میں دیکھا اور یہی حال ہے باقی انبیاء کرام علیہم السلام کا جن کو آپ نے زمین میں پھر آسمان میں دیکھا اور انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ لہٰذا مختلف اوقات میں مختلف جگہ میں ان کے نزول اور آنے کا انکار نہیں کیا جا سکتا، جیسے کہ اس کے متعلق نبی ﷺ کی خبر وارد ہوئی ہے، یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا کلام ہے۔

و قد ثبت فی الصحیح فی حدیث الاسراء انہ ﷺ وجد آدم فی السماء الدنیا و قال فیہ فاذا رجل عن یمینہ اسودۃ و عن یسارہ اسودۃ فاذا نظر قبل یمینہ ضحک و اذا نظر قبل شمالہ بکی؟ مرحبا! بالنبی الصالح و الابن الصالح، و جد ابراھیم فی السابعۃ مسندا ظھرہ الی البیت المعمور و قال ﷺ مررت لیلۃ اسری بی علی موسیٰ بن عمران رجل آدم طوال جعد کأنہ من رجال شنوءۃ، و رأیت عیسیٰ بن مریم مربوع الخلق الی الحمرۃ و البیاض سبط الرأس۔ وقال فی حدیث آخر، لقیت موسیٰ فاذا برجل حسبتہ قال مضطرب رجل الرأس کأنہ من رجال شنوءۃ، و لقیت عیسیٰ فاذا ربعۃ حمراء کانما خرج من دیماس یعنی حماما و رأیت ابراھیم و انا اشبہ ولدہ بہ۔ و فی حدیث آخر أرانی لیلۃ عند الکعبۃ فرأیت رجلا آدم کاحسن ما

انت راء من الرجال من آدم الرجال له لمة كاحسن ما انت راء من اللمم قد رجلها فهي تقطر ماء متكأ على رجلين أو على عواتق رجلين يطوف بالبيت فسألت من هذا فقيل هذا المسيح بن مريم۔

☆ ○ اور واقعہ معراج کے بارے میں صحیح حدیث میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آپ نے آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا میں پایا اور ان کے بارے میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ: ''وہ ایسے مرد ہیں کہ ان کے دائیں طرف بھی اشخاص تھے اور بائیں طرف بھی اشخاص تھے تو وہ جب اپنے دائیں طرف دیکھتے تو ہنستے اور جب بائیں طرف دیکھتے رو پڑتے اور انہوں نے آپ کو فرمایا: خوش آمدید! نیک نبی اور نیک بیٹے کے لئے اور آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں پایا اور وہ بیت المعمور کے ساتھ اپنی پشت کو سہارا لگائے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا وہ گندمی رنگ، لمبے قد، گھنگھریالے بالوں والی آدمی تھے گویا کہ قبیلہ شنوہ کے مردوں میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ درمیانی خلقت والے سرخی اور سفیدی کی طرف مائل چھڑے ہوئے بالوں والے اور آپ نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے: ''میں موسیٰ علیہ السلام کو ملا تو وہ ایسے مرد تھے (راوی کہتا ہے) میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا بے چین مرد اور کم گھنگھریالے بالوں تھے گویا وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں میں سے ہیں اور میں عیسیٰ علیہ السلام کو ملا تو وہ درمیانے قد والے، سرخ رنگ والے تھے گویا کہ (نہا کر) حمام سے نکلے ہوں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا اور ان کی اولاد میں میں ان کے زیادہ مشابہ ہوں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک رات میں اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھتا ہوں تو میں نے گندمی رنگ والا مرد دیکھا جیسے گندمی رنگ والے مردوں میں سے تم میں بہت اچھا مرد ہو۔ ان کے بہت اچھے لمبے بال تھے جن میں کنگھی کی تھی تو ان سے پانی کے قطرے گر رہے تھے وہ مردوں پر یا دو مردوں کے کندھوں پر سہارا لگائے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو میں نے سوال کیا یہ کون تھے؟ تو کہا گیا یہ مسیح بن مریم علیہما السلام ہیں۔

وفي حديث: لقد رأيتني في الحجر و قريش تسألني عن مسراى فسألتني عن اشياء من بيت المقدس لم اثبتها فكربت كربا ما كربت مثله قط قال فرفعه الله انظر اليه مايسألوني عن شيء الا انبأتهم وقد رأيتني في جماعة من الانبياء فاذا موسى قائم يصلي فاذا رجل ضرب جعد كأنه من رجال شنوءة واذا عيسى بن مريم قائم يصلي اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفي واذا ابراهيم قائم يصلي اشبه الناس به صاحبكم يعني نفسه فحانت الصلاة فاممتهم فلما فرغت من الصلاة قال قائل يا محمد هذا مالك صاحب النار فسلم عليه فالتفت اليه فبدأني بالسلام۔

☆ ...... اور ایک حدیث میں ہے کہ: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا (اس وقت) میں قریش کو سفر معراج کی تفصیل بتا رہا تھا (قریش) نے بیت المقدس کی بعض ایسی چیزوں کا پوچھا، جو میرے ذہن میں نہ رہی تھیں۔ مجھے اس قدر پریشانی ہوئی کہ اس پہلے کبھی ایسی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا، میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ لوگ جو بات پوچھتے رہے میں بتاتا رہا اور میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا (اور اچانک یہ بھی دیکھا) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے

ہیں۔ یہ ضرب (کم گوشت) گھنگھریالے بالوں والے آدمی ہیں۔ گویا قبیلہ شنودہ سے ہوں اور اچانک (یہ بھی دیکھا) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، یہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ سے مشابہ ہیں اور اچانک (یہ بھی دیکھا) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں جو کہ تمہارے صاحب (یعنی خود حضور ﷺ) سے مشابہ ہیں۔ آخر نماز کھڑی ہوئی اور میں نے ان کی امامت کی، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا: اے محمد ﷺ! یہ صاحب نار (دوزخ کا فرشتہ) ہے، اسے سلام کہئے، میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے سلام کرنے میں پہل کی۔

وفی حدیث آخر: ان رسول اللہ ﷺ مر بوادی الازرق فقال کأنی انظر الی موسی هابطا من الثنية وله جؤار الی اللہ بالتلبية ثم أتی علی ثنية هرشی فقال کأنی انظر الی یونس بن متی علی ناقة حمراء جعدة عليه جبة من صوف خطام ناقته خلبة وهو يلبی۔

☆...... اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ کا وادی ازرق کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا: گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو گھاٹی سے اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور وہ تلبیہ کے ساتھ اللہ کی طرف فریاد رسی کر رہے ہیں کہ پھر آپ ہرشی کی گھاٹی پر آئے تو فرمایا: گویا کہ میں یونس بن متی کو ایسی اونٹنی پر دیکھ رہا ہوں جو سرخ رنگ گھنگھریالے بالوں والی ہیں اور یونس علیہ السلام پر ایسی اون کا جبہ ہے جو نہایت خوشبو والا ہے اور ان کی اونٹنی کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے اور وہ تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

وفی حدیث آخر: کأنی انظر الی موسی واضعا اصبعيه فی اذنيه، وهذه الاحاديث كلها فی الصحیح وقد تقدم فی موسی وعیسی وجمیع الانبیاء المذکورین شیء کثیر من صفات الاجسام، وكذلك صلاتهم قياما وامامة النبی ﷺ، ولا يقال ان ذلك رؤيا منام وان قوله أرانی فيه اشارة الی النوم لان الاسراء وما اتفق فيه كان يقظة علی الصحيح الذی علیه جمهور السلف والخلف ولو قیل بانه نوم فرؤيا الانبياء حق وقوله ارانی لا دلالة فيه علی المنام بدليل قوله رأيتنی فی الحجر وكان ذلك فی اليقظة كما يدل عليه بقية الكلام۔

☆...... اور دوسری حدیث میں ہے کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں رکھے ہوئے ہیں اور یہ سب باتیں صحیح حدیث میں ہیں اور اجساد کی صفات میں سے بہت چیزوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مذکورہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام میں ہونے کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اسی طرح کھڑے ہو کر ان کا نماز پڑھنا اور نبی مکرم ﷺ کا امامت کرنا اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ یہ واقعہ تو خواب کا ہے اور آپ ﷺ کے فرمان: ''میں دیکھتا ہوں'' میں نیند کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ اسرار اور اس کے جملہ احوال صحیح قول کے مطابق جس پر اگلے پچھلے جمہور ہیں بیداری کی حالت میں تھا اور اگر بالفرض یہ کہا جائے کہ یہ خواب میں تھا تو انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب بھی تو حق اور سچا ہوتا ہے اور آپ کے فرمان: ''میں دیکھتا ہوں'' میں خواب ہونے پر کوئی دلالت نہیں جس کی دلیل آپ کا دوسرا فرمان ہے کہ: ''میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا'' اور یہ بیداری

میں تھا جیسا کہ اس پر بقیہ کلام دلالت کرتا ہے۔

و قال تعالی (فلا تکن فی مریة من لقائه) و فی صحیح مسلم کان قتادة یفسرھا ان نبی اللہ ﷺ قدلقی موسی و قد قیل فی قوله تعالی (و اسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا) ان النبی ﷺ سألهم لیلة الاسراء قال القاضی عیاض رحمہ اللہ فان قیل یحجون و یلبون و هم اموات و هم فی الدار الاخرة و لیست دار عمل، فاعلم ان للمشائخ و فیما ظهر لنا عن هذا اجوبة أحدها انهم کالشهداء بل افضل منهم و الشهداء احیاء عند ربهم فلا یبعد ان یحجوا و یصلوا کما ورد فی الحدیث الاٰخر۔ و ان یتقربوا الی اللہ تعالی بما استطاعوا لانهم و ان کانوا قد توفوا فهم فی هذه الدنیا التی هی دار العمل حتی اذا فنیت مدتها و تعقبتها الاٰخرة التی هی دار الجزاء انقطع العمل۔

☆...... نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {فلا تکن فی مریة من لقائه} ''آپ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے متعلق شک میں نہ رہیں۔'' اور صحیح مسلم میں ہے کہ امام قتادہ رحمہ اللہ اس کی یہ تفسیر کرتے تھے کہ نبی مکرم ﷺ کی بلاشک وشبہ موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: {و اسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا} ''جو ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر بھیجے ہیں، آپ ان سے پوچھیں'' کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے اسراء والی رات پوچھا تھا۔ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر (اعتراض کے طور پر) یہ کہا جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام حج کرتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں۔ (جب کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ عالم دنیا کے لحاظ سے) وہ مردہ ہیں اور (دوسری گزارش یہ ہے کہ) وہ آخرت کے گھر میں ہیں اور وہ عمل کرنے کی جگہ نہیں ہے (بلکہ دار الجزاء ہے) تو خوب جان لو کہ مشائخ عظام اور ہماری تحقیق کے مطابق اس کے متعدد جوابات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام شہداء کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کریم کے پاس زندہ ہیں تو ان کا حج کرنا اور نمازیں پڑھنا بعید نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے اور یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے بقدر اللہ رب العزت کا قرب حاصل کریں۔ کیونکہ اگرچہ وہ وفات پاچکے ہیں مگر پھر بھی اس دنیا میں ہیں جو کہ دار العمل ہے۔ یہاں تک کہ جب اس دنیا میں مدت مکمل ہوجائے گی اور احرت آئے گی جو کہ دار الجزاء ہے تو پھر اعمال منقطع ہوجائیں گے۔

و الوجه الثانی ان عمل الاٰخرة ذکر و دعاء، قال اللہ تعالی (دعواهم فیها سبحانک اللهم) الثالث ان یکون رؤیا منام فهم فی غیر لیلة الاسراء۔ الرابع انه ﷺ اری حالهم التی کانت فی حیاتهم و مثلوا له فی حال حیاتهم کیف کانوا و کیف کان حجهم و تلبیتهم۔ الخامس ان یکون اخبر عما أوحی الیه ﷺ من امرهم و ما کان منهم ان لم یرهم رؤیة عین، هذا کلام القاضی، و الوجه الاوّل و الثانی یلزم منهما الحیاة۔ و الثالث لا یأتی فی لیلة الاسراء۔

☆...... اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے (جیسا کہ) اللہ کریم کا فرمان ہے: {دعواهم فیها سبحانک اللهم} ''ان کی پکار جنت میں یہ ہوگی کہ اے اللہ! تو پاک ہے'' (تو ذکر اور دعا کے

لئے بھی حیات مطلوب ہے) اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر بالفرض یہ خواب کا واقعہ ہو تو پھر معراج کے واقعہ کے علاوہ کے بارے میں ہے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ان کا وہ حال دکھایا گیا جو ان کی زندگی میں تھا اور ان کی زندگی کے حال کا منظر آپ کے سامنے پیش کیا گیا کہ وہ کیسے تھے اور ان کے حج اور ان کے تلبیہ کیسے تھے اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ اگر بالفرض آنحضرت ﷺ نے ان کو آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر وحی کے ذریعے آنحضرت ﷺ کو ان کا جو حال بتایا گیا آنحضرت ﷺ نے اسی کی خبر دی۔ یہ امام قاضی رحمہ اللہ کا کلام ہے۔ پہلی اور دوسری وجہ سے تو انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات لازم آتی ہے اور تیسری وجہ معراج کے واقعہ کے بارے میں نہیں ہوسکتی۔

والرابع والخامس انما یأتیان فی الحج والتلبیة و نحوهما واما فیما حصل لیلة الاسراء فلا۔ والجواب الصحیح فی الصلاة و نحوها احد جوابین، اما ان نقول البرزخ ینسحب علیه حکم الدنیا فی استکثارهم من الاعمال و زیادة الاجور وهو الجواب الاول الذی ذکره القاضی، واما ان نقول ان المنقطع فی الآخرة انما هو التکلیف وقد یحصل الاعمال من غیر تکلیف علی سبیل التلذذ بها والخضوع ﷲ تعالیٰ ولهذا انهم یسبحون و یدعون و یقرؤن القرآن وانظر الی سجود النبی ﷺ وقت الشفاعة ألیس ذلک عبادة و عملا، وعلی کلا الجوابین لا یمتنع حصول هذه الاعمال فی مدة البرزخ وقد صح عن ثابت البنانی التابعی انه قال، اللهم ان کنت اعطیت احدا ان یصلی فی قبره فاعطنی ذلک فرئ بعد موته یصلی فی قبره، و تکفی رؤیة النبی ﷺ لموسیٰ قائما یصلی فی قبره و لان النبی ﷺ و سائر الانبیاء لم یقبضوا حتی خیروا بین البقاء فی الدنیا و بین الآخرة فاختاروا الآخرة ولا شک انهم لو بقوا فی الدنیا لازدادوا من الاعمال الصالحة ثم انقلبوا الی الجنة فلو لم یعلموا ان انتقالهم الی الله اکمل ما اختاروا ولو کان انتقالهم من هذه الدار یفوت علیهم زیادة فیما یقرب الی الله لما اختاروه۔ فهذه نبذة من الاحادیث الصحیحة الدالة علی حیاة الانبیاء، والکتاب العزیز یدل علی ذلک ایضا۔

☆ ...... اور چوتھی، پانچویں وجہ حج اور تلبیہ کے متعلق آسکتی ہیں اور معراج کی رات میں جو دوسرا کچھ معاملہ سامنے آیا اس کے متعلق یہ نہیں ہوسکتیں اور نماز وغیرہ کے متعلق صحیح جواب دو جوابوں میں سے ایک ہے کہ یا تو ہم یہ کہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اعمال کی کثرت کی رغبت اور اجر میں اضافے میں برزخ پر دنیا کا حکم لاگو ہو جائے گا (انبیاء کرام علیہم السلام برزخ میں بھی) اپنی یہ رغبت پوری کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اعمال کرتے ہیں اور یہ پہلا جواب ہے جس کو امام قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے یا پھر ہم یہ کہیں کہ جو چیز آخرت میں اختتام پذیر ہوتی ہے اور تکلیف اور مشقت میں ڈالنا ہے اور کبھی اعمال سے لذت حاصل کرنے کی غرض سے اور اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کے طور پر کسی تکلیف کے بغیر اعمال حاصل ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے تو جنتی جنت میں تسبیح اور دعائیں کریں گے اور قرآن کریم پڑھیں گے اور بوقت شفاعت آنحضرت ﷺ جو سجدہ کریں گے۔ اس کو دیکھو کیا وہ عبادت اور عمل نہیں ہے؟ الغرض دو جوابوں میں سے ہر ایک کے پیش نظر برزخ کی مدت میں ان اعمال کا حاصل ہونا ممتنع نہیں ہے اور بسند صحیح ثابت بنانی تابعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے دعا کی: "اے اللہ! اگر تو نے کسی کو یہ

یہ نعمت بخشی ہو کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی یہ نعمت عطاء کر۔'' تو وفات کے بعد ان کو دیکھا گیا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور اس پر بطور دلیل یہی بات کافی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ کیونکہ نبی مکرم ﷺ اور جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کو وفات سے پہلے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ دنیا میں رہیں یا آخرت میں رہیں تو انہوں نے آخرت کو ہی پسند کیا اور اس بات میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں رہتے تو نیک اعمال میں بڑھ جاتے اور پھر (بروز قیامت) جنت کی طرف منتقل ہو جاتے تو اگر انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ اللہ رب العزت کی طرف ان کا منتقل ہونا (نفع کے لحاظ سے) زیادہ کامل ہے تو وہ آخرت کو پسند نہ فرماتے اور اگر اس دنیا سے آخرت کے گھر کی طرف ان کا منتقل ہونا اللہ رب العزت کے قرب کے اضافہ کو فوت کرتا تو وہ آخرت کی طرف منتقل ہونے کو پسند ترجیح نہ دیتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرنے والی صحیح احادیث میں سے یہ تو محض ایک حصہ ہے۔

قال تعالٰی (ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون) واذا ثبت ذلک فی الشھید ثبت فی حق النبی ﷺ بوجوہ۔ احدھا ان ھذہ رتبۃ شریفۃ اعطیت للشھید کرامۃ لہ ولا رتبۃ أعلی من رتبۃ الانبیاء ولا شک ان حال الانبیاء أعلی واکمل من حال جمیع الشھداء فیستحیل ان یحصل کمال للشھداء ولا یحصل للأنبیاء لا سیما ھذا الکمال الذی یوجب زیادۃ القرب والزلفی والنعیم والانس بالعلی الأعلی۔ الثانی ان ھذہ الرتبۃ حصلت للشھداء اجر اعلی جھادھم وبذلھم انفسھم اللہ تعالٰی والنبی ﷺ ھو الذی سن لنا ذلک ودعانا الیہ وھدانا لہ باذن اللہ تعالی وتوفیقہ، وقد قال ﷺ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیامۃ ومن سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الٰی یوم القیامۃ۔ وقال ﷺ من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من یتبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من یتبعہ لا ینقص ذلک من آثامھم شیئا۔

☆ ...... اور اللہ کریم نے فرمایا: {ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون} ''جو لوگ اللہ رب العزت کے راستے میں قتل ہو جائیں ان کو مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق دیئے جاتے ہیں۔ الغرض جب یہ چیز ثابت ہو گئی تو نبی مکرم ﷺ کے میں بھی متعدد وجوہ کے پیش نظر ثابت ہو گئی۔ ان وجوہ میں سے ایک تو یہ ہے کہ یہ عظیم مقام شہید کے اکرام واعزاز کے لئے اس کو دیا گیا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مقام ورتبہ سے اونچا مقام ورتبہ کسی کا نہیں ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا حال جملہ شہداء کے حال سے اعلیٰ وبرتر اور اکمل ہے تو یہ محال ہے کہ شہداء عظام کو تو ایک کمال حاصل ہو اور انبیاء کرام علیہم السلام کو وہ کمال حاصل نہ ہو۔ خصوصاً یہ کمال جو اللہ کے قرب کی زیادتی کا سبب ہو اور سب سے بلند وبرتر ذات کے ساتھ انہیں انس اور محبت کے اضافہ کا ذریعہ ہو۔ نیز دوسری وجہ یہ ہے کہ شہداء عظام کو یہ مقام ان کے اعمال پر ثواب کے طور پر حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے جہاد کیا اور اللہ کی رضا کے لئے اپنی جانیں نچھاور کر دیں اور نبی مکرم ﷺ ہی وہ عظیم ذات ہیں جنہوں نے ہمارے لئے یہ عمل جاری کیا اور اس کی طرف ہمیں دعوت دی

اور اللہ رب العزت کے حکم اور اس کی توفیق سے ہماری راہنمائی فرمائی اور نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے اچھا طریقہ (یعنی سنت کو) جاری کیا تو اس کے لئے اس کا ثواب ہوگا اور ان کا بھی ثواب ہوگا قیامت کے دن تک جو اس پر عمل کریں گے اور جس نے برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان کا گناہ بھی ہوگا قیامت کے دن تک جو اس پر عمل کریں گے۔" اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کے لئے اجر ان لوگوں کے اجر کی مثل ہوگا جو اس کی پیروی کریں گے اور اس سے ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو گمراہی کی طرف دعوت دے گا تو اس پر ان لوگوں کے گناہ کی مثل ہوگا جو اس کی پیروی کریں گے اور اس سے ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

والاحادیث الصحیحة فی ذلک کثیرة مشهورة فکل أجر حصل للشهید حصل للنبی ﷺ لسعیه مثله والحیاة اجر فیحصل للنبی ﷺ مثلها زیادة علی ما له ﷺ من الاجر الخاص من نفسه علی هدایة للمهتدی وعلی ما له من الاجور علی حسناته الخاصة من الاعمال والمعارف والاحوال التی لا تصل جمیع الامة الی نصف نشرها ولا یبلغون معشار عشرها، وهکذا نقول ان جمیع حسناتنا و اعمالنا الصالحة وعبادات کل مسلم تسطر فی صحائف نبینا محمد ﷺ زیادة علی ما له من الاجر و یحصل له ﷺ من الاجور بعدد امته اضعافا لا یحصرها الا الله تعالیٰ و یقصر العقل عن ادراکها فان کل مهتد و عامل الی یوم القیامة یحصل له اجر و یتجدد لشیخه فی الهدایة مثل ذلک الاجر و الشیخ شیخه مثلاه و للشیخ الثالث اربعة وللرابع ثمانیة و هکذا یضعف فی کل مرتبة بعدد الاجور الحاصلة بعده الی ان تنتهی الی النبی ﷺ فاذا فرضت المراتب عشرة بعد النبی ﷺ کان للنبی ﷺ من الاجر الف و اربعة و عشرون فاذا اهتدی بالعاشر حادی عشر صار اجر النبی ﷺ الفین و ثمانیة و اربعین، وهکذا کلما ازداد واحد یتضاعف ما کان قبله ابدا الی یوم القیامة و هذا امر لا یحصره الا الله تعالیٰ و یقصر العقل عن کنه حقیقة فکیف اذا اخذ مع کثرة الصحابة و کثرة التابعین و کثرة المسلمین فی کل عصر فکل واحد من الصحابة یحصل له بعدد الاجور التی یترتب علی فعله الی یوم القیامة۔

☆...... اور اس کے متعلق صحیح احادیث زیادہ اور مشہور ہیں تو جو اجر و ثواب شہید کو حاصل ہوگا تو کوشش، محنت اور ہدایت کی وجہ سے اس جیسا اجر و ثواب نبی مکرم ﷺ کو بھی حاصل ہوگا اور حیات بھی ایک اجر اور ثواب ہے تو آپ کے لئے ہدایت کرنے پر جو اجر خاص حاصل ہوگا اور آپ کی ان خاص حسنات اور ان اعمال واحوال پر جس کے بیسویں حصہ تک پوری امت کی رسائی نہیں ہوسکتی اور وہ ان کے چالیسویں حصہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ جو اجر و ثواب آپ ﷺ کو حاصل ہوں گے، ان سب پر اضافہ کے طور پر شہداء کی حیات کی مثل (اجر و ثواب کے طور پر) آپ ﷺ کے لئے بھی حاصل ہوگا اور اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ ہماری جملہ نیکیاں اور ہمارے جملہ نیک اعمال اور ہر مسلمان کی جملہ عبادات آپ ﷺ کے خاص اجر سے اضافہ کے طور پر ہمارے نبی مکرم ﷺ کے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں اور آپ ﷺ کی امت کی تعداد کے ساتھ آپ ﷺ کے لئے ایسے دو گنے اجر حاصل ہوتے ہیں جن کو اللہ کریم کے سواء

کوئی شمار نہیں کر سکتا اور عقل ان کے ادراک سے قاصر ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن تک ہر ہدایت پانے والے اور عمل کرنے والے کو اس کا اجر حاصل ہوگا اور ہدایت میں جو اس کا شیخ ہوگا اس کے لئے اس اجر کی مثل نیا اجر حاصل ہوگا اور اس کے شیخ کے شیخ کے لئے اس کے دو مثل ہوگا اور تیسرے شیخ کے لئے چار مثل اور چوتھے شیخ کے لئے آٹھ مثل ہوگا۔ اسی طرح اس کے بعد جو اجر اس کو حاصل ہیں ان کے گنتی کے ساتھ ہر مرتبہ میں اجر دو گنا ہوتا جائے گا یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ تک پہنچ جائے تو جب آپ ﷺ کے بعد دس مراتب فرض کئے جائیں تو آنحضرت ﷺ کے لئے ایک ہزار چوبیس اجر ہوں گے۔ پھر دسویں کے ساتھ گیارہویں شخص نے ہدایت حاصل کی تو آنحضرت ﷺ کا اجر دو ہزار اڑتالیس ہو جائے گا اور اسی طرح جب ایک آدمی زیادہ ہوگا تو اجر پہلے والے اجر سے دو گنا ہو جائے گا اور قیامت تک یہ سلسلہ چلے گا اور یہ ایسا کام ہے جس کو اللہ کے سواہ کوئی شمار نہیں کر سکتا تو پھر آپ ﷺ کا اجر کیسے ہوگا۔ جب کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کثیر تابعین رحمہم اللہ اور ہر زمانہ میں کثیر مسلمانوں ساتھ دیکھا جائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے فعل پر قیامت تک جو اجر مرتب ہوں گے ان کی تعداد کے مطابق آپ کے لئے بھی حاصل ہوں گے۔

و کل ما یحصل لجمیع الصحابة حاصل بجملته للنبی ﷺ و بهذا یظهر رجحان السلف علی الخلف فانه کلما ازداد الخلف ازداد اجر السلف و تضاعف بالطریق الذی نبهنا علیه، و من تأمل هذا المعنی و رزق التوفیق انبعث همته الی التعلیم و رغب فی نشره لیتضاعف اجره فی حیاته و بعد موته علی الدوام و یکف عن احداث البدع و المظالم من المکوس و غیرها فانها تضاعف علیه بالطریق التی ذکرناها ما دام یعمل بهذا فلیتأمل المسلم هذا المعنی و سعادة الهادی الی الخیر و شقاوة الداعی الی الشر۔ الثالث ان النبی ﷺ شهید فانه ﷺ لما سم بخیبر و أکل من الشاة المسمومة و کان ذلک سما قاتلا من ساعته مات منه بشر بن البراء رضی اللہ عنه و بقی النبی ﷺ و ذلک معجزة فی حقه صار ألم السم یتعاهده الی ان مات به ﷺ فی مرضه الذی مات فیه، ما زالت اکلة خیبر تعاودنی حتی کان الآن او ان قطعت ابهری۔

☆...... اور جو تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے حاصل ہوگا وہ سارا آنحضرت ﷺ کے لئے حاصل ہوگا اور اس سے پہلے لوگوں کی بعد والوں پر فضیلت ظاہر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب بعد والے زیادہ ہوں گے پہلے لوگوں کا اجر زیادہ ہو جائے گا اور اسی طریقہ سے اجر دو گنا ہو جائے گا جس پر ہم نے تنبیہ کی ہے اور جو شخص اس معنی پر غور و فکر کرے گا اور اس کو توفیق بھی دی گئی ہو تو اس کی ہمت تعلیم کی طرف جلدی کرے گی اور علم کی نشر و اشاعت میں رغبت کرے گا تاکہ ہمیشہ اس کی زندگی میں اور اس کی وفات کے بعد بھی اس کا اجر دو گنا ہوتا رہے۔ الغرض مسلمان کو چاہئے کہ اس معنی کو اور بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والے کی خوش بختی کو اور شر کی طرف دعوت دینے والے کی بدبختی کو سوچے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ بھی شہید ہیں۔ کیونکہ جب آنحضرت ﷺ کو خیبر میں زہر دیا گیا اور زہر آلود بکری کے گوشت میں سے آپ ﷺ نے کھایا اور وہ وہ زہر فوری قتل کرنے والا تھا جس سے حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور آنحضرت ﷺ زندہ رہے اور یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں معجزہ ہے۔ زہر کی تکلیف اپنا اثر بار بار دکھاتی تھی یہاں تک کہ اسی زہر کے اثر سے آپ ﷺ کا انتقال

ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خیبر کا لقمہ ہمیشہ اپنا اثر لوٹاتا تھا۔ حتیٰ کہ یہ وقت آ گیا یا یہ فرمایا یہاں تک کہ اس کے اثر سے میری رگیں کٹی جا رہی ہیں۔''

قال العلماء فجمع الله له بذلک بین النبوۃ و الشھادۃ و تکون الحیاۃ الثابتۃ للشھداء لا تختص بمن قتل فی المعرکۃ فانا انما اشترطنا ذلک فی الاحکام الدنیویۃ کالغسل و الصلاۃ اما الآخرۃ فلا، و ھذا لا شک فیہ بالنسبۃ الی النبی ﷺ و اما غیرہ و غیر شھداء المعرکۃ ممن شھد لہ الشرع بالشھادۃ کالمطعون و الغریق و نحوھم فھل یقول ان الحیاۃ الثابتۃ للمقتولین فی سبیل اللہ تثبت لھم، ھذا یحتاج الی توقیف۔ و الشھید فعیل اما بمعنی الفاعل او بمعنی المفعول و قد اختلف فی سبب ھذہ التسمیۃ فنقل عن النضر بن شمیل ان الشھید ھو الحی لان کل من کان حیا کان شاھدا او مشاھدا للاحوال و الشھید حی بعد ان صار مقتولا و استدل بالآیۃ فعلی مقتضی ھذا القول کل من ورد الشرع بانہ شھید ثبت لہ ھذا الوصف و ھو کونہ حیا و قیل علی کونہ فاعلا انہ شھید علی الامم الخالیۃ یوم القیامۃ و انہ شاھد لطف اللہ و رحمتہ، و قیل علی کونہ بمعنی مفعول ان ملائکۃ الرحمۃ یحضرونہ و یرفعون روحہ الی منازل القدس و کل ھذہ المعانی موجودۃ فی حق النبی ﷺ و قیل فی سبب التسمیۃ غیر ما ذکرنا۔ و اعلم انہ لا بد من تفسیر الحیاۃ التی نثبتھا للنبی ﷺ و الحیاۃ التی نثبتھا للشھید و حیاۃ سائر الموتی ایضا فاما النبی ﷺ فعد صاحب التلخیص من الشافعیۃ فی خصائصہ ان مالہ بعد موتہ قائم علی نفقتہ و ملکہ، و قال امام الحرمین رحمہ اللہ ان ما خلفہ بقی علی ما کان فی حیاتہ فکان ینفق ابو بکر رضی اللہ عنہ منہ علی اھلہ و خدمہ و کان یری انہ باق علی ملک رسول اللہ ﷺ فان الانبیاء أحیاء۔ و أعلم ان ھذا القول یقتضی اثبات الحیاۃ فی أحکام الدنیا و ذلک زائد علی حیاۃ الشھید و القرآن العزیز ناطق بموتہ ﷺ قال تعالی (انک میت و انھم میتون)۔

☆...... علماء نے کہا ہے کہ اللہ کریم نے اس کے ذریعے آنحضرت ﷺ کے لئے نبوت اور شہادت کو اکٹھا کر دیا اور شہداء کے لئے جو حیات ثابت ہے وہ ان کے ساتھ خاص نہیں ہے جو میدان جنگ میں شہید کئے گئے ہوں، یہ شرط تو ہم نے صرف دنیاوی احکام کے سلسلے میں لگائی ہے۔ جیسے غسل اور اس کی نماز جنازہ اور آخرت کے احکام کے بارے میں یہ شرط نہیں ہے اور اس چیز میں نبی مکرم ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کوئی شک وشبہ نہیں اور آپ کے علاوہ اور میدان جنگ میں شہید ہونے والے شہداء کے علاوہ جن کو شریعت نے شہید کہا ہے۔ جیسے طاعون کی وباء سے مرا ہوا، پانی میں ڈوب کر مرنے والا، تو جو زندگی اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والوں کے لئے ثابت ہے، کیا ان کے لئے بھی ثابت ہوگی؟ یہ نقل کی طرف محتاج ہے اور شہید بروزن فعیل ہے پھر یا تو اسم فاعل یا پھر اسم مفعول کے معنی میں ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ میں اختلاف کیا گیا ہے۔ نضر بن شمیل رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ شہید کا معنی ہے: زندہ کیونکہ جو زندہ ہوتا ہے گواہ ہوتا ہے یا احوال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے اور شہید قتل ہونے کے بعد زندہ ہوتا ہے اور انہوں نے آیت مبارکہ سے استدلال کیا ہے تو اس قول کے پیش نظر جس جس کو شریعت نے شہید کہا ہے۔ اس کے لئے یہ زندہ ہونے والی صفت ثابت ہو جائے گی اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ اگر شہید شاہد کے

معنی میں ہو تو اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ قیامت کے روز سابقہ امتوں پر گواہی دے گا اور شاہد کا معنی بھی گواہ ہوتا ہے اور اسی طرح یہ اللہ کریم کے لطف اور رحمت کا مشاہدہ کرنے والا ہے اور اگر شہید اسم مفعول کے معنی میں ہو تو وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رحمت کے فرشتے بوقت شہادت شہید کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کی روح کو منازل قدس کی طرف بلند کرتے ہیں اور یہ سب معانی نبی مکرم ﷺ کے حق میں موجود ہیں اور شہید کی جو وجوہ تسمیہ ہم نے ذکر کی ہیں ان کے علاوہ اور بھی وجوہ تسمیہ ذکر کی گئی ہیں۔ جان لو کہ اس زندگی کی تفسیر ضروری ہے جو ہم پیغمبر کے لئے ثابت کرتے ہیں اور (اس زندگی کی بھی) جو ہم شہید کے لئے ثابت کرتے ہیں اور عام مردوں کی زندگی کی تفسیر بھی تو نبی مکرم ﷺ کی زندگی کی تفسیر یہ ہے کہ شوافع میں سے صاحب تلخیص نے آپ ﷺ کی خصوصیات میں اس کو شمار کیا ہے کہ آپ ﷺ کا مال آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے خرچہ آپ ﷺ کی ملکیت میں قائم اور باقی ہے وہ اسی حال پر باقی ہے جس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں تھا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں سے آپ ﷺ کے اہل خانہ اور خادموں پر خرچ کرتے تھے اور ان کی رائے یہ تھی کہ وہ مال آپ ﷺ کی ملکیت پر باقی ہے اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور زندہ کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور یہ بات بھی جان لو کہ ملکیت کا باقی رہنا دنیاوی احکام کے بارے میں انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے زندگی کے اثبات کا تقاضا کرتی ہے اور یہ چیز شہداء عظام کی زندگی پر زائد ہے اور قرآن کریم آپ ﷺ کی وفات کے سلسلے میں بایں الفاظ ناطق ہے کہ اللہ کریم فرماتے ہیں:
{انک میت و انہم میتون} ''اے پیغمبر! بلاشبہ آپ کو بھی موت آنی ہے اور ان کو بھی آنی ہے۔''

وقال ﷺ انی مقبوض وقال الصدیق رضی اللہ عنہ فان محمدا قد مات، و اجمع المسلمون علی اطلاق ذلک فالوجہ اذا ثبت القول المذکور ان یقال ان ذلک موت غیر مستمر و انہ احی بعد الموت و یکون انتقال الملک و نحوہ مشروطا بالموت المستمر و الا فالحیاۃ الثابتۃ حیاۃ أخرویۃ و لا شک انہا أعلی و أکمل من حیاۃ الشہید وھی ثابتۃ للروح و الجسد بلا اشکال قد ثبت ان اجساد الانبیاء لا تبلی و عود الروح الی البدن سنذکرہ فی سائر الموتی فضلا عن الشہداء فضلا عن الانبیاء و انما النظر فی استمرارھا فی البدن وفی ان البدن یصیر حیا بہا کحالتہ فی الدنیا او حیا بدونہا وھی حیث شاء اللہ تعالیٰ فان ملازمۃ الحیاۃ للروح امر عادی لا عقلی فہذا مما یجوزہ العقل فان صح بہ سمع اتبع۔

☆...... اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میری روح قبض کر لی جائے گی۔'' اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بلاشبہ محمد ﷺ پر موت آ چکی ہے۔'' اور اس کے اطلاق پر تمام مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے الغرض جب مذکورہ قول ثابت ہو گیا تو وجہ یہ ہے کہ یوں کہا جائے: آنحضرت ﷺ کی یہ موت ہمیشگی کی موت نہیں ہے اور یہ کہ وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کو حیات عطاء کی گئی اور ملکیت کا منتقل ہونا ایسی موت میں ہوتا ہے جو ہمیشگی کی ہو ورنہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے جو حیات ثابت ہے وہ اخروی حیات ہے اور بلاشک وشبہ یہ شہید کی حیات سے اعلیٰ اور اکمل ہے اور بغیر کسی اشکال کے یہ روح اور جسم (دونوں کے لئے) ثابت ہے۔ بہرحال یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ بوسیدہ نہیں ہوتے اور جلد ہی ہم ذکر کریں گے کہ عام مردوں کے جسم میں بھی روح

لوٹتی ہے اور شہداء عظام کی شان تو ان سے کہیں زیادہ ہے، غور تو جسم کے اندر ہمیشہ رہنے کے سلسلے میں ہے اور اس بات میں ہے کہ اس کے ساتھ جسد اس طرح زندگی پاتا ہے۔ جیسے دنیا میں اس کی حالت تھی یا پھر جسد روح کے بغیر زندہ ہوتا ہے اور روح وہیں ہوتی ہے جہاں اللہ رب العزت کی چاہت ہوتی ہے۔ کیونکہ حیات کا روح کے ساتھ ملازمہ عادی امر ہے عقلی نہیں اور عقل اس چیز کو جائز اور ممکن قرار دیتی ہے تو اگر اس کے متعلق کوئی صحیح نقل آ جائے تو اس کی پیروی کی جائے گی۔

وقد ذكرناه عن جماعة من العلماء و شهد له صلاة موسى علیہ السلام في قبره فان الصلاة تستدعي جسدا حيا و كذلك الصفات المذكورة في الانبياء ليلة الاسراء كلها صفات الاجسام و لا يلزم من كونها حياة حقيقية ان تكون الابدان معها كما كانت في الدنيا من الاحتياج الى الطعام و الشراب و الامتناع عن النفوذ في الحجاب الكثيف و غير ذلك من صفات الاجسام التي نشاهدها بل قد يكون لها حكم آخر، فليس في العقل ما يمنع من اثبات الحياة الحقيقية لهم، واما الادراكات كالعلم و السماع فلا شك ان ذلك ثابت و سنذكر ثبوته لسائر الموتى فكيف بالانبياء (علیہم السلام)

☆ ...... اور ہم اس سے پہلے علماء کی ایک جماعت سے ذکر کر آئے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھنا بھی اسی بات کا شاہد ہے۔ کیونکہ نماز ایسے جسد کو چاہتی ہے جو زندہ ہو۔ نیز معراج والی رات میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق جن صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ بھی سب اجسام کی صفات ہیں اور حقیقۃ حیات سے یہ بھی لازم نہیں آئے گا کہ جسم روح کے ساتھ ایسے ہی ہوں جیسے عالم دنیا میں تھے۔ مثلاً کھانے پینے کی ضرورت، موٹے پردہ میں نافذ ہونے سے ممتنع ہونا اور اس کے علاوہ دیگر صفات ابدان جن کا ہم مشاہدہ بھی کرتے ہیں بلکہ اجساد کے لئے دوسرا حکم ہے اور عقلی لحاظ سے کوئی ایسی چیز نہیں جو اجساد کی حقیقی زندگی کے اثبات سے منع کرے۔ تاہم ادراکات جیسے سننا، جاننا تو اس کے ثابت ہونے میں تو کوئی شبہ تک نہیں ہے۔ جلد ہی عام مردوں کے سلسلے میں اس کا ثبوت پیش کریں گے تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے کیونکر ثابت نہ ہوں گے۔